



ادارہ برائے سماجی انصاف کا موقف

# تعلیم کا حق، بلا تعصب و امتیاز

تحریر: پیٹر جیکب / سنیل ملک

## تعصب اور تعلیم

تعصب اُس رائے کو کہا جاتا ہے جو بغیر تحقیق کے قائم کر لی جائے مثلاً نسلی یا صنفی برتری۔ یہ رائے اپنی وجہ وجود کے لیے کسی تاریخی و سماجی روایت کی محتاج ہوتی ہے اور دلیل سے خوف کھاتی ہے۔ اگر اس منفی رویے کو سماج میں قبولیت اور قانون اور ریاستی پالیسیوں میں جگہ مل جائے تو اسے امتیاز (معنی اونچ نیچ، نا برابری) کہا جاتا ہے۔ جبکہ مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر دی جانے والی کوئی ترجیح، پابندی یا اخراج مذہبی امتیاز کہلاتی ہے۔ کسی فرد، طبقہ یا گروہ کے خلاف تعصب، غصہ اور غلط فہمی پھیلانے کے اقدامات کو نفرت انگیزی میں شمار کیا جاتا ہے۔

بغور دیکھا جائے تو علم اور تعصب ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ تعصب جہاں اور جس حد تک ہوگا وہ سماج اس حد تک علم سے عاری ہوگا۔ دُنیا بھر کے نظام ہائے تعلیم میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ حصول علم کے لیے تعصبات کی گرد سے نجات حاصل کی جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ کسی فرد کا حق تعلیم تب تک کما حقہ ادا ہو نہیں سکتا جب تک تعلیم و تدریس کو تعصبات اور امتیازات سے پاک نہیں کیا جاتا۔

## پاکستان کا سیاق و سباق

2010ء میں اٹھارہویں آئینی ترمیم کے ذریعے آرٹیکل 25A (حق تعلیم) کو بنیادی انسانی حقوق تسلیم کرتے ہوئے دستور پاکستان کا حصہ بنایا گیا جس کے تحت تمام بچوں کے لیے پرائمری و سیکنڈری سطح تک مفت و لازمی تعلیم کی فراہمی ریاست پاکستان کی ذمہ داری ٹھہری۔ وفاقی حکومت نے مفت و لازمی تعلیم کے نفاذ کے لیے 2012ء میں قانون سازی کی جس میں بچوں کی حق تعلیم تک رسائی اور محروم طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں کے خلاف امتیازی سلوک سے تحفظ یقینی بنانے کا اعادہ کیا گیا۔ بعد ازاں تمام صوبائی حکومتوں نے مفت اور لازمی تعلیم (رسمی، غیر رسمی، خصوصی اور پیشہ ورانہ) کے نفاذ کے لیے قانون سازی کی۔

وفاقی و صوبائی حکومتوں کو تعلیمی نظام کو معیاری بنانے اور تعلیم کے لیے خطیر وسائل مہیا کرنے جیسے چیلنجز کا سامنا ہے۔ سوسائٹی تنظیمیں حق تعلیم کی صورتحال پر سالانہ رپورٹ تیار کرنے کے علاوہ معیاری تعلیم کے لیے حکومتوں کو سفارشات پیش کرتی رہی ہیں۔ اس ضمن میں 2011ء میں تعلیمی ایمر جنسی کے نام سے ایک مہم کے ذریعے تعلیم سے متعلق مسائل کی سنگینی پر توجہ دلانے کی کوشش کی گئی۔ 2012ء میں سول سوسائٹی نے دس لاکھ دستخط اکٹھے کر کے حکومتوں پر زور دیا کہ شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے تعلیم کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔ سول سوسائٹی تنظیمیں نظام ہائے تعلیم میں نفرت انگیز مواد پر جائزہ رپورٹ تواتر سے تیار کرتی رہی ہیں اور مذہبی تعصب سے پاک تعلیم کا بھی متعدد بار مطالبہ کرتی رہی ہیں مگر کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے 19 جون 2014ء کو احکامات جاری کئے کہ وفاقی و صوبائی حکومتیں سکول اور کالج کی سطح پر ایسا نصاب تشکیل دیں جس سے مذہبی اور سماجی رواداری فروغ پائے لیکن عدالتی احکامات پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ دسمبر 2014ء میں سیاسی و عسکری قیادت نے بیس نکاتی قومی ایکشن پلان برائے انسداد دہشت گردی (NAP) منظور کیا جس میں عزم کیا گیا کہ منافرانہ مواد اور پراپیگنڈہ، مذہبی فرقہ واریت، انتہا پسندی اور عدم برداشت کو ہوا دینے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نفرت کی آبیاری میں ملوث رسائل و اخبارات کے خلاف مؤثر کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مگر نفرت انگیزی کے سد باب کے لیے طے شدہ ہدف پرمکمل عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

اگست 2017ء میں پارلیمان نے قانون پاس کیا جس کے تحت وفاقی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے سکولوں میں پہلی سے پانچویں جماعت کے مسلمان طلباء کے لیے ناظرہ قرآن (یعنی کہ قرآن مجید کے عربی متن کو پڑھنا) جبکہ چھٹی سے بارہویں جماعت کے مسلمان طلباء کے لیے ترجمہ قرآن (یعنی کہ قرآن مجید کے عربی متن کا اردو ترجمہ) کی تدریس لازم ہے۔ اس قانون میں مذہبی اقلیتوں بالخصوص ہندو، مسیحی، سکھ، بہائی عقیدہ کے طلباء کے لیے مذہبی کورس کا تعین نہیں کیا گیا۔ خدشہ یہ ہے کہ جیسے اسلامیات کے لازمی مضمون قرار پانے کے ساتھ اقلیتی طلباء کے لیے اخلاقیات کے مضمون کی ایک غیر موزوں آپشن دی گئی۔ اسی طرح کاسلوک پھر دھرایا جائے گا۔

وفاقی وزارت تعلیم تعلیمی پالیسی 2017 کا مسودہ تیار کر چکی ہے مگر عدالت عظمیٰ کے احکامات سے راہنمائی لی گئی اور نہ ہی غیر جانبدار ماہرین، اداروں اور سوسائٹی سے مشاورت کی گئی۔

## بین الاقوامی ذمہ داریاں

ریاست پاکستان نے معیار تعلیم کو بہتر کرنے کے لیے اقوام عالم سے وعدے کر رکھے ہیں جن کا ایفا حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے۔ بین الاقوامی برادری ممالک پر صرف ذمہ داریاں عائد نہیں کرتی بلکہ اہداف کے حصول کے ضمن میں اقدامات اٹھانے کے لیے درکار مالی و تکنیکی وسائل بھی فراہم کرتی ہے۔ 2000ء میں اقوام متحدہ کی سربراہ کانفرنس میں میلنیم ڈویلپمنٹ گولز (MDGs) کے اعلامیہ کے تحت 2015ء تک متفقہ آٹھ اہداف بشمول پرائمری تعلیم کا حصول تھا مگر پاکستان 88 فی صد شرح خواندگی کے طے شدہ ہدف تک پہنچنے سے قاصر رہا اور صرف 58 فی صد شرح خواندگی ہی ممکن بنا پایا۔ اسی طرح 100 فی صد پرائمری سطح پر شرح اندراج (داخلہ) اور پرائمری تعلیم کی تکمیل کے طے شدہ اہداف بالترتیب 57 فی صد اور 50 فی صد ہی پورے ہو سکے۔ 2015ء میں حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ کی سربراہ کانفرنس میں پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کے اعلامیہ پر اتفاق کیا جس کا مقصد 2030ء تک متفقہ سترہ اہداف بشمول معیاری تعلیم کا حصول ہے۔ جس کی جانب پیش قدمی حکومت کی ترجیح ہونی چاہیے۔

## تعلیمی پالیسی، نصاب اور درسی کتب کا جائزہ

گذشتہ 70 سال میں چھ تعلیمی پالیسیاں متعارف کروائی گئیں، جن میں ناخواندگی کو ختم کرنے، درس و تدریس کے معیارات کو بلند کرنے، امتحانی نظام میں اصلاحات لانے، ذریعہ تعلیم کو اردو کی جگہ مادری زبان سے تبدیل کرنے، تعلیم پر بجٹ میں اضافہ کرنے اور اسکولوں میں سہولیات بہتر کرنے سے متعلق وعدے و دعوے کئے گئے مگر تاحال کسی بھی پالیسی کے اہداف حاصل نہیں کئے جاسکے۔

ہر شہری کو قانون، اخلاق اور امن عامہ کے تابع رہ کر اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اُس پر عمل پیرا ہونے اور اُس کی تبلیغ کرنے کا حق ہے۔ ہر مذہبی گروہ اور اُس کے ذیلی فرقہ یا مسلک کو اپنے متعلقہ مذہبی ادارے یا مدرسے قائم کرنے اور اُن کا انتظام چلانے کی آزادی ہے۔ (آرٹیکل 20 آئین پاکستان)

ماہر تعلیم ڈاکٹر عبدالحمید منیر فرماتے ہیں کہ تعلیمی اصلاحات 2006ء کا مقصد نظریاتی مسائل کو درست کرنا اور درسی کتب میں نفرت انگیز مواد کو دور کرنا تھا۔ مگر حکومت نے یہ موقع گنوا دیا۔ نتیجتاً تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے بچوں کو اسلامیات کے علاوہ دیگر درسی کتب کو لازماً پڑھنا اور پاس کرنا پڑتا ہے جن میں اسلامی تعلیم سے متعلق مواد شامل ہوتا ہے۔

کسی بھی تعلیمی ادارے میں زیر تعلیم شہری کو اپنے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ (آرٹیکل 22 آئین پاکستان)

وہ مزید کہتے ہیں کہ آئین پاکستان کے مطابق ملک کے تمام شہری برابر ہیں اور اپنے عقیدے پر عمل پیرا ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ مگر شعبہ تعلیم سے منسلک فیصلہ ساز ادارے غیر مسلم بچوں کو سرکاری اسکولوں میں اسلامی تعلیم دینے کی بناء پر مذہبی اقلیتوں کے آئینی حقوق خصوصاً مذہبی آزادی کی صریحاً خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

آزاد رائے کے تحقیقی جائزوں میں پاکستان کے تعلیمی نظام میں مذہبی امتیاز اور نفرت انگیز مواد کی تواتر سے نشاندہی کی گئی جو درج ذیل ہے۔

- درسی کتب میں بالخصوص ہندوؤں اور مسیحیوں کے بارے میں نفرت انگیز مواد موجود ہے اور اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی منفی تصویر پیش کی گئی ہے۔
- سکولوں اور کالجوں میں صرف اسلامیات (اکثریتی مذہب) لازمی مضمون ہے۔ اقلیتی طلباء نویں جماعت سے اسلامیات کے متبادل اخلاقیات کا مضمون اختیار کر سکتے ہیں تاہم سرکاری سکولوں میں اقلیتی طلباء کو اپنے مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کی سہولت نہیں دی جاتی۔ مارکیٹ میں اخلاقیات کی کتب اور اسکولوں میں اخلاقیات کے اساتذہ دستیاب نہیں ہوتے۔ اخلاقیات پڑھنے سے اقلیتی طلباء کے گریڈز پر منفی اثر پڑتا ہے کیونکہ اسلامیات کے متبادل اخلاقیات کے مضمون کو اختیار کرنے سے اُن کی غیر مسلم شناخت معلوم ہو جاتی ہے اور اس لیے اُن کے ساتھ امتحانات میں امتیاز برتے جانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نتیجتاً اقلیتی طلباء مذہبی امتیاز سے بچنے کی غرض سے اسلامیات کا انتخاب کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔
- اسلامیات کے علاوہ دیگر مضامین (معاشرتی علوم، اردو، انگریزی وغیرہ) کی درسی کتب میں اسلام سے متعلق مذہبی موضوعات کا حصہ 30 سے 40 فیصد ہے۔ اقلیتی طلباء کو ان مضامین کو پڑھنا اور پاس کرنا ہوتا ہے۔
- قرآن مجید حفظ کرنے والے مسلمان طلباء کورسی وپیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے 10 سے 20 اضافی نمبر جبکہ پبلک سروس کمیشن کے تحت ملازمت کے لیے امتحان میں 5 سے 10 اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اقلیتی طلباء کو متعلقہ مذہب کی خصوصی تعلیم حاصل کرنے پر ایسی کوئی رعایت نہیں دی جاتی۔



## نظام تعلیم میں مذہبی امتیاز کے اثرات

- درسی کتب میں نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان کو جس انداز میں پیش کیا گیا ہے اس سے غیر مسلم پاکستانی بچوں کی حب الوطنی اور وفاداری پر شک کیا جاتا ہے جیسے وہ اپنے ہی وطن میں اجنبی یا پناہ گزین ہوں۔ یوں شہریوں کے دودرجوں کا تصور تقویت پاتا ہے۔
- درسی کتب میں متعصبانہ مواد اقلیت مخالف ذہنیت پروان چڑھانے میں کارفرما ہوتا ہے۔ سکول کا ماحول جو منافرت سے پاک ہونا چاہیے اس میں انسانوں کے یکساں احترام کی بجائے بیگانگی کا جنم ہوتا ہے۔
- اقلیتی برادری کے بچوں اور نوجوانوں کی نشوونما اور صلاحیتوں پر ایسے رویوں کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے وہ خوف اور احساس کمتری کا شکار رہتے ہیں۔
- معاشرے میں مذہبی انتہا پسندی کے رجحانات کو تقویت ملتی ہے اسی وجہ سے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کو انتہا پسندی میں کشش محسوس ہوتی ہے۔

تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حق دار ہیں اور اُن کے ساتھ جنس کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ (آرٹیکل 25 آئین پاکستان)

ریاست 5 سال سے 16 سال کی عمر کے تمام بچوں کے لیے لازمی اور مفت تعلیم فراہم کرنے کی پابند ہے۔ (آرٹیکل 25A آئین پاکستان)

**حاصل بحث:** ایک طرف آئین پاکستان تمام شہریوں کی مساوی قانونی حیثیت (آرٹیکل 25)، تعلیم کے حق (آرٹیکل 25A) اور مذہبی آزادی (آرٹیکل 20) کی ضمانت دیتا ہے اور کسی بھی بنیاد پر امتیازی سلوک کے خلاف تحفظ کی یقین دہانی کرواتا ہے۔ دوسری جانب پاکستان میں نصاب اور درسی کتب مذہبی تعصب اور امتیازات کو ترویج دیتی ہیں۔ بظاہر درسی کتب میں فرض کر لیا جاتا ہے کہ پاکستان صرف ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی قربانیوں اور جدوجہد کے نتیجہ میں وجود میں آیا

اور ملک میں مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے پاکستانی شہریوں کا کوئی وجود نہیں۔ ایک مذہب کی تعلیمات درست جبکہ دیگر مذاہب کی تعلیمات باطل ہیں۔ قصہ مختصر کہ تعلیمی پالیسیوں نے مذہب کی بنیاد پر ترجیح اور فرق کو جگہ دے کر عوامی زندگی میں مذہبی منافرت کی بلواسطہ حمایت کا کام کیا ہے۔ درسی کتب میں مذہبی اقلیتوں کے تحریک پاکستان اور تعمیر پاکستان میں کردار کو نمایاں جگہ نہیں دی گئی۔ حال ہی میں مختلف مذاہب کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے اسباق (تہوار، قومی ہیروز، نامور شخصیات) درسی کتب میں شامل کیے گئے ہیں۔ تاہم مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز مواد بدستور موجود ہے۔ نظام تعلیم میں تاریخی حقائق کی من چاہی تشریح اور بیان کے باعث پاکستانی معاشرے میں انتہا پسندی اور لاقانونیت کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

مندرجہ بالا صورتحال کے پیش نظر مذہبی رواداری، بین الاقوامی معیارات اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیمی نظام کی تشکیل کے لیے سول سوسائٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے ادارہ برائے سماجی انصاف درج ذیل اقدامات کا مطالبہ کرتا ہے۔

## سفارشات

- قائد اعظم محمد علی جناح کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کا متن میٹرک کے نصاب کا حصہ بنایا جائے نیز تعلیمی پالیسی، نصاب اور درسی کتب کی تیاری میں اس تقریر میں بیان کردہ اصولوں سے رہنمائی حاصل کی جائے۔
- پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کے تحت معیاری تعلیم کے حصول کے لیے شعبہ تعلیم میں ترجیحی بنیادوں پر مالی اور تکنیکی وسائل بہم پہنچائے جائیں۔
- مجوزہ تعلیمی پالیسی 2017 کو ماہرین، اداروں اور سول سوسائٹی کی مشاورت سے غیر جانبدار، جامع اور تعلیم کے بین الاقوامی معیارات کے مطابق بنایا جائے تاکہ روادار معاشرے کی تشکیل اور قومی بنیاد کی معاشرے میں سرایت و قبولیت کی جانب پیش قدمی ہو سکے۔
- سکولوں اور کالجوں کے نصاب اور درسی کتب پر نظر ثانی کی جائے تاکہ امتیازی تدریسی مواد اور طریق تدریس کو بدلا جاسکے جن سے اقلیتوں کے خلاف تعصبات، امتیازی سلوک اور نفرت پھیلتی ہے۔
- اسلامیات کو اسی مضمون میں پڑھایا جائے۔ دیگر مضامین (اردو، انگلش، معاشرتی علوم وغیرہ) کا مواد ان کے تعلیمی تقاضوں کے مطابق ہوتا کہ تمام بچے بلا امتیاز تعلیم حاصل کر سکیں۔
- درس گاہوں میں اقلیتی طلباء کے لیے اخلاقیات کی بجائے اُن کے اپنے مذہب کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا۔
- یونیسکو کے تعلیم میں امتیاز کے خلاف معاہدہ (1960) کے مطابق اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ ملک کے تمام بچوں کو بلا امتیاز مذہب، جنس، فرقے، معاشی و سماجی حیثیت تعلیم کے یکساں مواقع میسر آسکیں۔
- اقلیتی طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے تعلیمی اداروں خصوصاً کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کوٹہ متعارف کروایا جائے۔
- اقلیتی طلباء کو بھی اپنے مذہب کی تعلیم کی بنیاد پر تعلیمی اداروں میں داخلے اور سرکاری ملازمت کے امتحان کے لیے اضافی نمبروں کی رعایت دی جائے۔
- وفاقی و صوبائی حکومتیں پس ماندہ طبقات یا کم ترقی یافتہ علاقوں کے لیے خصوصی تعلیمی بچک متعارف کروائیں تاکہ پاکستان کے تمام بچوں کی پرائمری و سینڈری تعلیم کے ہدف کی جانب پیش قدمی ہو سکے۔
- عدالت عظمیٰ کے 19 جون 2014ء کو جاری کردہ احکامات کے مطابق انسانی حقوق، شہریوں کے مابین مساوات، امن، رواداری، تنوع جیسے موضوعات کو تمام درجوں کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ مذہبی، سماجی و ثقافتی رواداری اور تنوع فروغ پائے اور طلباء تمام عقائد و مذاہب کا احترام کریں۔
- قومی ایکشن پلان برائے انسداد دہشت گردی (NAP) کے تحت نفرت انگیز تقریر و تحریر کے سید باب سے متعلق طے شدہ ہدف پر مکمل عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔